(قسط۴۶) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

۱۹۷۶ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب وروز اور اسفار کے علاوہ اعزّہ واقارب' اہل محلّہ وگردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ'تحقیقی عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ' اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

عرفان الحق سلمہ اللہ مرتبِ مضمون کی پیدائش

۲۴ جنوری 1976 بروز ہفتہ برادرم اظہار الحق کے ہاں رات پونے نو بجے بیٹے کی پیدائش ہوئی جسکا نام عرفان الحق رکھا گیا حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے خود کان میں اذان واقامت فرمائی اللہ تعالیٰ صحیح معنوں میں عرفان حق سے مالا مال فرما کر علم وعمل اور تقویٰ میں اپنے اجداد کا جانشین ٹھہرادے۔آمین

مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ

ماہ اپریل کی ابتداء میں شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ کے جانشین حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ اپنے استاد المکرّم حضرت شیخ الحدیث کی عیادت اور زیارت کے لئے تشریف لائے طلبہ کی خواہش پر دارالحدیث میں خطاب بھی فرمایا۔

مولانا مفتی محمود مدظلہ

۱۰۔اپریل کو حضرت قائد جمعیۃ العلماء اسلام مولانا مفتی محمود صاحب تشریف لائے اور طلبہ سے ملکی وملی مسائل

پر مبسوط خطاب فرمایا حضرت مفتی صاحب اکثر و بیشتر صوبہ سرحد آتے جاتے ہوئے دارالعلوم کو قدوم سے نوازتے ہیں۔

مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہٗ

۶ مئی بروز جمعہ عصر کے بعد امیر جمعیۃ العلماء اسلام بقیۃ السلف مولانا عبداللہ درخواستی تشریف لائے۔ دارالعلوم سے باہر طلبہ واساتذہ نے والہانہ استقبال کیا، عصر کے بعد شام تک آپ کا خطاب جاری رہا۔ بعد از مغرب جاتے وقت دارالعلوم کی ترقیات اور طلبہ کیلئے دعائیں کرتے ہوئے آپ پر رقت طاری ہوگئی اور فرمایا کہ انشاء اللہ یہاں سے اسلام کے نشاۃ ثانیہ اور اسلامی انقلاب کی لہریں اٹھیں گی۔ طلبہ کو جادۂ حق پر گامزن رہنے اور استقامت کی تلقین کی حضرت درخواستی نے واپسی میں راولپنڈی ہسپتال میں حضرت شیخ الحدیثؒ کی عیادت بھی فرمائی۔

اسیر مالٹا مولانا عزیر گل مدظلہٗ

۱۵ مئی کو عصر سے قبل اسیر مالٹا حضرت شیخ الہند کے تلمیذ رشید مولانا عزیر گل مدظلہ نے تھوڑی دیر کیلئے دارالعلوم میں قدم رنجہ فرمایا اور طلبہ کو تحریک ریشمی رومال کے اس درخشندہ اور تابندہ فرد فرید کی زیارت کا موقع ملا۔ حضرت موصوف ضعف بصارت کی وجہ سے اپریشن کی غرض سے راولپنڈی تشریف لے گئے تھے واپسی میں دارالعلوم کو نوازا۔

مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہٗ

۱۵ مئی بروز ہفتہ حضرت علامہ شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہٗ نے دارالعلوم میں قدم رنجہ فرمایا اور کچھ دیر کیلئے طلبہ کو اخلاص وللّٰہیت اور طالب علم کے موضوع پر تقریر فرمائی اور طلبہ و دارالعلوم کیلئے دعائیں فرمائیں۔

مولانا عبدالحنان صاحب تاجک

۲۰ مئی کو ایک اور بزرگ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب تاجک شیخ الحدیث اوکاڑہ بھی حضرت شیخ الحدیث سے ملنے تشریف لائے اور طلبہ کے تقاضا پر علم اور طالب علم کے آداب پر مختصر مگر مؤثر خطاب فرمایا۔

کتب خانہ اور شعبۂ تصنیف و افتاء کی تعمیر

جون ۷۶ء: دارالعلوم میں کتب خانہ اور تصنیف و تالیف دعوتی اور اشاعتی امور نیز افتاء کیلئے مستقل عمارت نہیں

اور اب تک یہ کام درسگاہوں وغیرہ سے لیا جا رہا ہے۔ موزوں کتب خانہ جس میں دارالمطالعہ کے علاوہ درسی، غیر درسی، قلمی اور مطبوعہ کتب کیلئے الگ الگ حصے ہوں، کی ضرورت مدت سے محسوس کی جا رہی تھی اس عمارت کا نچلا حصہ جو احاطہ قاسمیہ کے نام سے موسوم ہے۔ اور طلبہ کا دارالاقامۃ ہے۔ بحمد اللہ اس سے قبل تیار ہو چکا ہے اور اس کا بالائی حصہ جو مذکورہ ضروریات کے لئے عمارات پر مشتمل ہوگا کی تعمیر شروع کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بھروسہ کے علاوہ ظاہری اسباب میں اس کثیر المصارف منصوبہ کی تکمیل کا ذریعہ نہیں ملک و ملت کے چند اہل خیر بھی توجہ فرما دیں اور اس دعوتی، علمی صدقۂ جاریہ میں حصہ لے سکیں تو یہ ان کیلئے عظیم الشان ذخیرہ آخرت ثابت ہو سکتا ہے۔ حلال کمائی کا دین و علم کی اشاعت و استحکام میں خرچ کرنا ایک بہترین مصرف ہے۔

حضرت شیخ الحدیث کی صحت

شیخ الحدیث مدظلہٗ کی علالت اور نقاہت کا سلسلہ تو بدستور چل رہا ہے مگر علمی و تدریسی مشاغل بھی جاری رہتے ہیں جو علالت میں اضافہ کا موجب بنتے جا رہے ہیں۔ چنانچہ متعلقین اور ڈاکٹروں کے اصرار پر آپ ۲۶۔ اپریل ۱۹۷۶ء کو راولپنڈی کے سنٹرل گورنمنٹ ہسپتال میں داخل ہوئے تا کہ علاج کے ساتھ آرام کا بھی موقع مل سکے۔ آپ ۷ا مئی تک ہسپتال میں رہے اور اب دارالعلوم تشریف لا چکے ہیں۔ مگر امراض، عارضۂ قلب اور بینائی میں تکلیف اور کمی بدستور ہے۔ اس حالت میں اسباق بھی پڑھاتے ہیں۔

شعبۂ تنظیم فضلاء دارالعلوم حقانیہ کا قیام اور فضلاء کے نام شیخ الحدیث کا پیغام

محترم المقام زید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر فاضل ہیں اور مادر علمی کے ساتھ آپ کا ربط و تعلق نہایت ضروری ہے۔ بسا اوقات دینی، علمی تدریسی خدمات کے لئے لوگوں کی طلب آ جاتی ہے مگر اکثر فضلاء سے رابطہ نہ ہونے کی وجہ سے ہم انہیں موزوں خدمت کیلئے منتخب نہیں کر سکتے اس کے علاوہ دارالعلوم عنقریب اپنی زندگی کے تیس سال پورے کر رہا ہے انشاء اللہ۔

اس وقت بحمد اللہ ابنائے دارالعلوم کی علمی تدریسی تبلیغی اور معاشرتی خدمات سے ملک و بیرون ملک مسلمان مستفید ہو رہے ہیں۔ دارالعلوم میں فضلاء سے رابطہ اور علمی و دینی خدمات منظّم کرنے کی خاطر شعبۂ تنظیم فضلاء حقانیہ قائم کر دیا گیا ہے۔ نیز عصر حاضر کے بڑھتے ہوئے تقاضوں کے پیش نظر تصنیف و تالیف کے میدان میں منظّم طور پر کام کرنے کیلئے مؤتمر المصنفین کے نام سے ایک مستقل شعبہ بھی قائم کر دیا گیا ہے۔ جو علمی و دینی موضوعات پر فضلاء کی تحریری تربیت اور اکابر کی اہم تصانیف کی اشاعت کا کام کرے گا اور امید ہے فضلاء اس شعبہ کی تمام مطبوعات حاصل کر کے اسے مزید خدمت کا موقعہ دیتے رہیں گے۔

فوری طور پر ہمارے سامنے دارالعلوم کے تیس سال کی تاریخ مرتب کرنا اور ان تیس سالوں کے بارہ میں ماہنامہ الحق کا ایک ضخیم خصوصی شمارہ شائع کرنا ہے جو دارالعلوم کی تمام ہمہ جہتی خدمات اور ابتدائے تاسیس سے اب تک کے تمام شعبوں، طلبہ، اساتذہ اور بالخصوص فضلاء کے تفصیلی احوال پر مشتمل ہوگا اور انشاء اللہ علمی دنیا کیلئے ایک تاریخی دستاویز کا کام دے گا اس طرح حلقۂ فضلاء اپنی تمام حقانی برادری سے متعارف ہوسکے گا اور علمی دنیا ان کو ہمہ جہتی خدمات سے بھی باخبر ہوسکے گی۔ اس لئے علم، دین، مسلک ومشرب اور دارالعلوم کے مفاد کی خاطر حسب ذیل سوالات کا مفصل جواب واضح اور صاف قلمبند کر کے جلد از جلد ارسال فرمادیجئے تاکہ تاریخی دستاویز اور الحق کا خاص نمبر آپ کے ذکر خیر سے خالی نہ رہے۔

اس کے علاوہ اہم دینی وعلمی مسائل پر اسلام کی ترجمانی کرنے والا ماہنامہ الحق جو آپ کی مادر علمی کا ترجمان ہے بھی ہر ماہ آپ کو مطالعہ کرنا چاہیے۔ فضلاء دارالعلوم کو تو اپنے علمی و دینی مجلّہ کا رکن بننا نہایت ضروری ہے اگر آپ اس کے خریدار نہیں تو فوری طور پر خریداری قبول کیجئے اور خریدار ہیں تو اپنے حلقہ اثر میں اسکی اشاعت بڑھائیے۔ سوالنامہ حسب ذیل ہے:

۱۔ سن فراغت۔

۲۔ فراغت کے بعد کہاں کہاں تدریس کی اور کن کتابوں کی۔

۳۔ کسی مدرسہ یا دینی ادارہ کی تاسیس، اہتمام، نظامت وغیرہ معہ تفصیل مدرسہ۔

۴۔ تقریر و خطابت امامت و درس قرآن وحدیث میں آپ کی خدمات، کالج، سکول، فوج وغیرہ میں ملازمت کی نوعیت۔

۵۔ تحریر وتصنیف، شعروادب، تجوید وقرأت کے میدان میں خدمات تحریری کام مطبوعہ وغیر مطبوعہ۔

۶۔ سیاست اصلاح معاشرہ اصلاح رسوم تبلیغ ودعوت کی تفصیلات۔

۷۔ علمی مشاغل کے علاوہ ذریعہ معاش، پیشہ، طبابت، تجارت وغیرہ۔

۸۔ دارالعلوم میں زمانۂ قیام کے اہم واقعات، اساتذہ اور دارالعلوم کے بارہ میں تاثرات۔

۹۔ آپ کے علاقہ میں فضلاء دارالعلوم کی علمی، تدریسی وغیرہ خدمات کی تفصیل اور اثرات۔

۱۰۔ خط وکتابت کیلئے آپ کا موجودہ پتہ۔

۱۱۔ شعبۂ تنظیم فضلاء، دارالعلوم کی تاریخ، الحق کا خاص شمارہ، سالانہ خریدار بننے اور مؤتمر المصنفین کے

بارہ میں آپ کیا تعاون کر سکتے ہیں۔

۱۲۔ اگر آپ کو فرصت ہے تو باہر کے مطالبات پر آپ تدریس، امامت، ٹیچری وغیرہ کس قسم کی خدمات کیلئے تیار ہو سکتے ہیں جواب جلد ارسال فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ ملک وملت کی بہترین خدمات کی توفیق عطا فرمادے۔

والسلام عبدالحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (ماہنامہ الحق مئی، جون ۱۹۷۶ء)

اجتماعی مرض اوراس کا علاج

۲۵ستمبر: علالت کی وجہ سے ایک عرصہ کے بعد یکم شوال ۱۳۹۶ھ بروز ہفتہ عیدگاہ اکوڑہ خٹک میں نماز عید سے قبل حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے مسلمانوں کا اجتماعی مرض اوراس کے علاج پر مختصر خطاب فرمایا۔

مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس

دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کا بجٹ اجلاس ۳۰ شوال ۱۳۹۶ھ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۷۶ء کو دارالحدیث میں حسب سابق نہایت کامیابی سے منعقد ہوا جس میں ملک کے مختلف حصوں سے ارکان دارالعلوم نے شرکت کی اجلاس کی صدارت دارالعلوم کے بزرگ رکن الحاج میاں محمد اکرم شاہ صاحب کاکاخیل نے فرمائی تلاوت کلام پاک کے بعد حضرت والد ماجد نے دینی علوم کی اہمیت اور برصغیر میں اسلام کی حفاظت واشاعت کے بارہ میں اہم خطاب فرمایا اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مہتمم دارالعلوم حقانیہ کی ضعف اور علالت کی وجہ سے احقر (مولانا سمیع الحق) نے نیابۃً نئے سال کے بجٹ کی تشریح اور منظور شدہ بجٹ کی کمی بیشی کے اسباب اور سال رواں کیلئے تخمینی میزانیہ پر مشتمل ایک طویل رپورٹ پیش فرمائی جس میں بتایا گیا تھا کہ سال ۱۳۹۵ھ میں دارالعلوم کو مختلف مدات سے تین لاکھ چار ہزار چھبیس روپے اٹھاون پیسے کی آمدنی ہوئی اور تعلیمی، انتظامی، اشاعتی شعبوں پر ۱۳۹۵ھ میں تین لاکھ بہاسٹھ ہزار سات سو سولہ روپے چودہ پیسے خرچ ہوئے، سال رواں کیلئے چار لاکھ تریالیس ہزار آٹھ سو اٹھانوے روپے پچھتر پیسے کا میزانیہ پیش کیا گیا جس میں موجودہ فنڈ کی رو سے ایک لاکھ تین ہزار آٹھ سو بہتر روپے ستر پیسے کے خسارہ کے باوجود توکلاً علی اللہ متوقع آمدنی کے پیش نظر شوریٰ نے منظور کیا کئی ارکان شوریٰ نے بجٹ پر تقریریں کرتے ہوئے دارالعلوم کے تمام شعبوں کے روز افزوں ترقیات پر اللہ تعالیٰ کی حمد وشکر اور اطمینان کا اظہار کیا، اجلاس میں بعض علمی و دینی منصوبوں کے قیام اور بعض شعبوں کو ترقی دینے پر بھی غور کیا گیا۔

علماء ومعاونین کی تعزیت

اجلاس کے آغاز میں ان مرحومین کیلئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی جن کا پچھلے قریبی عرصہ

میں انتقال ہوا، اور جن کی جدائی دینی وعلمی مقام رکھنے کی وجہ سے دارالعلوم کیلئے باعث غم بنی۔ان میں سے بعض کے اسماء گرامی یہ ہیں:

مفتی اعظم مولانا محمد شفیع صاحب کراچی، مولانا اطہر علی خان ڈھاکہ، مولانا عبدالوہاب صاحب، مولانا مفیض اللہ صاحب بنگلہ دیش، مولانا مفتی مہدی حسن صاحب مفتی دارالعلوم دیو بند، مولانا علامہ مارتو نگ صاحب، مولانا عبدالباری ندوی، مولانا محمد ادریس ندوی نگرامی، مولانا محمد اسماعیل صاحب۔

اضافۂ مشاہرات

اجلاس نے موجودہ دور کی مہنگائی کے پیش نظر ذیلی کمیٹی کو اختیار دیا، کہ اساتذہ وعملہ کی تنخواہوں کے مسئلہ پر غور کرے، چنانچہ اس کمیٹی نے اپنے شام کے اجلاس میں تمام اساتذہ اور عملہ کی تنخواہوں میں معقول اضافہ کی منظوری دے دی جس کی وجہ سے دارالعلوم کے اخراجات میں صرف تنخواہوں کی مد میں تقریباً ۳۵ ہزار سالانہ کا اضافہ ہو جائے گا۔

نئے تعلیمی سال کا آغاز

۲۶ شوال سے دارالعلوم کے نئے تعلیمی سال کا افتتاح ہوا۔حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ نے درس ترمذی شریف کے افتتاح کے بعد علوم دینیہ کی فضیلت اور طلب علم کے آداب پر مختصراً تقریر کی، اس موقع پر اتفاق سے مولانا حافظ محمد اشرف صاحب شعبۂ اسلامیات پشاور یونیورسٹی اور مولانا غلام محمد صاحب مصنف ''حیات اشرف'' کراچی بھی تشریف لائے تھے، چنانچہ حضرت شیخ الحدیث صاحب کی خواہش پر مولانا محمد اشرف صاحب نے فضیلت علم پر مؤثر تقریر فرمائی، صرف دورۂ حدیث شریف میں طلبہ کی تعداد تقریباً ڈیڑھ سو ہے۔

مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ کی آمد

۲۴/اکتوبر ۱۹۷۶ء: حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ دارالعلوم تشریف لائے آمد کا مقصد حضرت شیخ الحدیث کی زیارت تھی۔آپ نے دارالحدیث میں طلبہ سے خطاب کیا، دیگر شعبوں کے علاوہ آپ دارالعلوم کے نئے تصنیفی شعبہ موتمر المصنفین بھی گئے اور مطبوعات ادارہ پر نہایت تحسین کا اظہار کیا اور دعا فرمائی کہ خداوند تعالیٰ اس شعبہ کو پاکستان کے لئے دارالمصنفین اور ندوۃ المصنفین کا متبادل بنادے۔

نئے استاد مولانا حسن جان (شہیدؒ) کا تقرر

شوال ۱۳۹۶ھ سے دارالعلوم کے اساتذہ میں حضرت مولانا محمد حسن جان صاحب فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کا بطور استاذ تقرر ہوا۔اس سے پہلے آپ کئی مدارس میں حدیث اور فنون کی اعلیٰ کتابیں پڑھاتے رہے ہیں۔مدینہ یونیورسٹی میں فراغت کے سال آپ نے پوری دنیا کے طلبہ میں فرسٹ پوزیشن

حاصل کی تھی۔ ایم اے اسلامیات بھی کر چکے ہیں اور جامعہ اشرفیہ لاہور میں مولانا محمد ادریس کاندھلوی سے کافی عرصہ استفادہ کرتے رہے۔

شاہ خالد کا خیر مقدم اور جوابی ٹیلی گرام

پاکستان میں فرمانروائے سعودی عرب شاہ خالد کی آمد مسرتوں کا باعث تھی، اس موقع پر حضرت والد ماجد نے پورے دارالعلوم کی طرف سے خیر مقدم کا ٹیلیگرام دیا، حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کے نام سفیر سعودی عرب جناب ریاض الخطیب صاحب کی وساطت سے شاہ خالد معظم کا جوابی پیغام ملا، جس میں شکریہ اور برادرانہ جذبات محبت وخلوص پر سپاس گذاری کا اظہار کیا گیا تھا۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی اولین تربیت گاہ، دادی جان کی وفات اور تعزیتی شذرہ

سرچشمۂ خیر و برکت، دادی اماں مرحومہ کی مبارک گود، جس میں حضرت شیخ الحدیثؒ کی تربیت ہوئی مرحومہ کے سانحۂ ارتحال ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ کے موقع پر حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے ماہنامہ ''الحق'' میں ایک وقیع اور رُلا دینے والی ادارتی تحریر لکھی۔ جب دامن دادی اماں مرحومہ کا ہو تو اس میں نشوونما پانے والا بچہ کیوں نہ عظیم محدث اور اپنے وقت کا مسلم شیخ الحدیث قرار پائے۔ اس تحریر سے حضرت شیخ الحدیثؒ کے خانگی حالات، سیرت اور سوانح کے پس منظر، بعض مخفی گوشوں اور اہم ترین محرکات پر روشنی پڑتی ہے۔ اسلئے من وعن نذر قارئین ہے۔

فرصتِ غم کہاں زمانے میں
آج رولیں تیرے لیے دم بھر

۱۸ ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۷۶ء بروز جمعۃ المبارک نماز جمعہ سے کچھ دیر قبل میری دادی صاحبہ مرحومہ ومغفورہ اور حضرت قبلہ والد بزرگوار شیخ الحدیثؒ کی والدہ ماجدہ قدس اللہ سرہا العزیز واصل بحق ہوگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور یوں ہم خیر و برکت کے اس عظیم الشان سرچشمہ سے ظاہری طور پر محروم ہو گئے جس سے تقریباً پچاسی برس تک پورا خاندان مستفید ہوتا رہا۔

موت حق ہے اور سب کو جانا ہے، پھر مرحومہ کی عمر اور ضعف ونقاہت سب باتیں اسے ایک طبعی حادثہ بنا دیتی ہیں اور بظاہر یہ ایک ذاتی سانحہ ہے مگر درحقیقت دارالعلوم حقانیہ اور حضرت شیخ الحدیثؒ کے تمام کاموں میں پس پردہ دادی صاحبہ مرحومہ کی پرسوز، مسلسل اور شبانہ روز دعائیں جس انداز میں کارفرما تھیں اور جو مضبوط روحانی سہارا حاصل تھا، اس لحاظ سے یہ سانحہ صرف ایک گھرانے کیلئے نہیں بلکہ پورے ادارہ اور اس

کی علمی و دینی سرگرمیوں اور دارالعلوم سے وابستہ ہزاروں لاکھوں فضلاء، متوسلین ومحبین کیلئے باعث رنج وغم بن گیا۔ قارئین ''الحق'' اور متعلقین میں سے بہت سے کم حضرات کو اس وجود باجود کی موجودگی کا علم تھا اور جب وصال کا علم ہوا تو بہت سے اہل اللہ، علماء وصلحاء نے اس امر کا اظہار کیا کہ دارالعلوم کی ترقیات اور اس کے خدام کا دین کی سربلندی کیلئے حقیقی مساعی کا راز اب سمجھ میں آیا ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے دارالعلوم کے اساتذہ اور طلبہ کے ایک تعزیتی اجتماع میں برسبیل تذکرہ فرمایا کہ ''مجھے یقین کامل ہے کہ اس پسماندہ، بے آب وگیاہ سرزمین، وادی غیر ذی زرع میں دارالعلوم کا قیام اور دین کی اشاعت میری اس ضعیف والدہ ماجدہ کی سوز وتڑپ تعلق مع اللہ اور ہر لحہ دعاؤں کا نتیجہ ہے''۔ پس دادی صاحبہ مرحومہ کی جدائی بلاشبہ اس لحاظ سے بھی موجب غم ہے کہ اس پرفتن و پرآشوب دور میں دارالعلوم، اس سے وابستہ شعبے اور ادارے ایک بہت بڑی روحانی قوت سے (جو پس پردہ تھی) اور اس کی برکات اور دعاؤں سے محروم ہوگئے، اللہ تعالیٰ اس خلاء کو مرحومہ کے روحانی برکات وفیوضات سے پرفرمادے۔

ہر شخص کو اپنے خاندان کے بزرگوں سے محبت اور عقیدت ہوتی ہے، مگر راقم الحروف جب ان تمام طبعی عوامل اور دواعی سے ہٹ کر بھی مرحومہ کی طویل زندگی پر نگاہ ڈالتا ہے تو ایمان ویقین، صبر وشکر اور عبدیت وفنائیت کے ایسے ایسے مظاہر میں اس پوری زندگی کو ڈوبا ہوا پاتا ہے جو ہر لحاظ سے ایک مومن کامل کی زندگی کہلائی جاسکتی ہے۔ اس عہد ظلمات میں جبکہ مردوں میں بھی ایمان واعمال کے معیار پر پورے اترنے والے عنقاء ہیں دادی صاحبہ مرحومہ کی ذات میں ہمارے لیے ایک ایسی مومنہ قانتہ کی مثال موجود تھی کہ بلا مبالغہ ان کا کوئی لحہ اور کوئی لحظہ یاد خداوندی اور فکر آخرت سے خالی نہ رہتا، فرائض وسنن تو بڑی بات ہے نوافل ومستحبات اور اوراد واذکار میں بھی شدت حرص اور انہماک وشغف کا عالم جب تک قوی نے مکمل جواب نہ دیا فرائض سے کم نہ تھا۔ معمولی سے معمولی مسئلہ اور کسی شرعی حکم میں اتنا تصلب ہوتا کہ کسی کے کہنے پر بھی اپنی رائے میں لچک نہ پاتیں۔ عزیمت کا یہ حال کہ رخصت یعنی تیمّم اور اشارہ سے یا بیٹھ کر نماز پڑھنے پر بھی ہم بمشکل انہیں آمادہ کرسکتے۔ ایک مدت مدید سے رمضان المبارک میں اعتکاف کا شدت سے اہتمام فرماتیں، یہاں تک کہ گذشتہ سے پیوستہ رمضان المبارک میں بھی اس سنت کو پورا فرمایا جبکہ بیماری اور ضعف ونقاہت کی وجہ سے تمام تیمار دار روزہ نہ رکھنے پر بھی مُصر تھے۔ اس سال بھی جب کہ استغراق اور نیم غنودگی کی وجہ سے دن اور رات کا امتیاز بھی مشکل ہوگیا تھا۔ رمضان المبارک کے روزے پورے کیے جبکہ جسم سانس لینے کا متحمل نہ تھا، مگر عین افطار کے وقت بھی بڑی مشکل سے روزہ کھولتیں اور یہ کھٹکا لگا رہتا کہ شاید یہ لوگ ترس کھا کر قبل از وقت میرا روزہ کھلواتے ہیں۔ قرآن

کریم کا ایک معتد بہ حصہ بچپن سے ازبر تھا، ادعیہ مسنونہ کے کئی مجموعے گنج العرش وغیرہ طفولیت سے حفظ تھے، اذکار واوراد کا ایک بڑا ذخیرہ ان کے دماغ میں تھا مگر اس کے باوجود نئی نئی دعاؤں اور اذکار مسنونہ کی تلاش میں رہتیں۔ اس ضمن میں کسی دعاؤں کی کتاب میں جبکہ ان کی بینائی قائم تھی کوئی دعا یا ورد یاد کیا تھا اور بعد میں اس سے کچھ بھول گئیں اور کتاب کا نام بھی حافظہ میں نہیں رہا تھا مگر پچھلے دس پندرہ سال میں ایک بار نہیں بار بار جب بھی موقع ملا اس کتاب کی جلد وغیرہ کی نشانیاں بتلا بتلا کر مجھ سے تقاضا کرتیں کہ اُسے ڈھونڈ کر دعا کی تصحیح کرا دوں۔ یہی حال قرآن کریم کی نئی نئی سورتوں کے حفظ کرنے کا تھا، لیٹے لیٹے بھی زیادہ وقت قرآن کریم کی تلاوت اور ادعیہ مسنونہ اور ذکر اللہ میں گذرتا۔ اب جب کہ میں حافظہ پر زور دے کر اپنے عہد طفولیت کی یادوں کو دیکھتا ہوں تو کمرے میں دادی صاحبہ مرحومہ کو سحری کے وقت چکی پیستے ہوئے پرسوز اور مترنم لہجہ میں تلاوت قرآن کریم کی آواز کو اپنے کانوں میں آج بھی گونجتا ہوا محسوس کرتا ہوں، چکی کی آواز قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ ایک عجیب سماں باندھتی۔ وہ خود فرماتی تھیں کہ ہمیں ہمارے والد صاحبؒ تاکید کرتے تھے کہ صبح جب چکی پیسنی ہوتی ہے (اور اس زمانہ میں یہ سب کام خواتین کرتیں) تو بیکار خاموش رہنے کی بجائے قرآن کی تلاوت کرتے رہنا، اس طرح لطف بھی آئے گا اور تلاوت کی برکت اور لذت میں کام بھی آسان ہوگا۔ فرماتیں کہ اس طرح ہم وقت نماز تک ۶، ۷ سیر گندم بھی پیس لیتیں اور تلاوت کا ثواب بھی حاصل ہوتا رہتا، پھر صبح صبح لسی وغیرہ بنانے سے بھی فارغ ہو جاتیں۔ بعد میں بھی خوش قسمتی سے دادی صاحبہ کا کمرہ میرے کمرہ سے متصل تھا، بیچ میں ایک دروازہ بھی تھا۔ پچھلے سال تک سردیوں کی طویل راتوں میں جب بھی میری اُدھر توجہ ہو جاتی تو دادی صاحبہ کی تلاوت، اللہ تعالیٰ سے مناجات، ذکر اللہ اور پشتو زبان کے عارفین شعراء رحمان بابا وغیرہ کی منظوم مناجات اور استغفار وتسبیحات کی ایک عجیب گونج سنائی دیتی، رات بھر یہی شغل رہتا۔

بالخصوص موت کے شدائد، جہنم سے پناہ، مرضیات ربانی کی التجاء کا عجیب عالم تھا۔ جب بھی ہم نے مزاج پرسی کی تو یہی کہا کہ یہ تو سب گذر جائے گا اس دنیا کی بات کرو اور خاتمہ بالایمان کی دعائیں مانگیں۔ سکرات موت کا انہیں بے حد ڈر تھا مگر یہ مرحلہ ایسے گذرا کہ کسی کو محسوس بھی نہ ہوا کہ سو گئیں ہیں یا وصال ہو گیا ہے، یہاں تک کہ ڈاکٹر نے وفات کے بعد یقین دلایا کہ وصال ہو چکا ہے۔

وفات کیلئے انہیں جمعہ کا دن بہت محبوب تھا، وہ فرماتیں کہ میری دادیؒ کا وصال یوم العرفۃ کو صبح صادق سے قبل ہوا تھا، والد مرحوم بھی جمعہ کو فوت ہوئے اور والدہ مرحومہ بھی عین اس وقت جبکہ وہ تہجد پڑھ رہی تھیں جمعہ کو فوت ہوئیں، میں بھی اللہ سے یہی دعا مانگتی ہوں۔ چنانچہ یہ تمنا خدا نے پوری فرمائی

اور جمعۃ المبارک جسے والیوم الموعود و شاھد و مشھود کا بھی مصداق کہا گیا ہے۔ نماز جمعہ سے کچھ قبل شہودِ حق کی دولت جاودانی سے سرفراز ہوئیں۔

عبادات میں انہاک زہد عن الدنیا کی یہ دولت انہیں اپنے والد ماجد اور بالخصوص اپنی والدہ ماجدہؒ سے ورثہ میں ملی تھی، وہ اپنی والدہ مرحومہ کی عبادات اور ریاضات کے وہ وہ حالات بیان کرتیں کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔ فرماتی تھیں ذی الحجہ اور محرم کے دس دس دن اور اس کے علاوہ ہر سال تین ماہ سات دن روزوں کا معمول تھا جسے تقریباً زمانۂ صحت میں مرحومہ نے بھی اپنایا۔

یہی حال دادی صاحبہ کا عبادات کے علاوہ دیگر اخلاقی قدروں میں بھی تھا۔ حیاء وعفت کا یہ عالم تھا کہ ان کی بینائی کسی تکلیف سے ۳۰، ۳۵ برس قبل زائل ہوگئی اندازہ یہ تھا کہ علاج اور اپریشن سے بینائی بحال ہو سکتی ہے اور پردے وغیرہ کا عارضہ بھی ہے۔ اس کیلئے حضرت والد ماجد مرحوم نے بارہا باصرار آمادہ کرنا چاہا مگر صرف اس وجہ سے آمادہ نہ ہوتیں کہ میں اپریشن وغیرہ کے دوران نامحرم مردوں کو کیسے منہ دکھاؤں، مجھے اس دنیا کی آنکھیں چاہئیں یہ دنیا تو گذر ہی جائے گی۔

زندگی بھر میں نے کوئی نامناسب اور سخت جملہ ان کی زبان سے نہیں سنا نہ غصہ اور غضب میں ڈوب کر کوئی ناشائستہ بات زبان سے نکلی۔ جب تک صحت اچھی تھی سحری سے اشراق تک مصلی پر بیٹھ کر اپنے وظائف پورے کرنا اور پھر اس کے بعد آس پاس کے بچوں اور بچیوں کو قرآن کریم پڑھانا پھر عصر کے بعد عشاء گئے تک اپنی عبادتوں میں مصروف رہنا اور رات کو سونے سے قبل بچوں بچیوں کو دینی احکام، بزرگوں کے واقعات، عالم آخرت، برزخ، جہنم، پل صراط اور میدان محشر کی باتیں سنانا یہی روز و شب تھے۔

جب ناچیز اپنے حقیر سے دینی جذبات اور احساسات پر غور کرتا ہے تو ان باتوں کی اولین مربیہ اپنی دادی اماں ہی کو پاتا ہے جو میرے بدوِشعور سے رہی ہے۔ رات کو سونے سے قبل خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آخرت کی باتوں، جنت وجہنم کی تفصیلات، فرشتوں کے حالات، صحابہ کرامؓ اور بزرگوں کے عجیب وغریب واقعات میں مجھے مگن کر دیتیں۔ یہ میری وہ عمر تھی کہ میرا ذہن ان باتوں کا قطعی صحیح ادراک نہ کر سکتا اور میں حیرت کی وادیوں میں اپنے آپکو گم پاتا۔ یہی نہیں بلکہ غزوات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فتوحات مصر وشام اور کربلا کی داستان کرب وبلا کی اولین جھلکیاں اپنے دماغ میں اپنی دادی اماں ہی کے ذریعہ محسوس کرتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ عمل کی ہزار تہہ دامنی اور تہی دستی کے باوجود اگر دادی اماں مرحومہ نے بچپن سے معصوم دینی جذبات اور احساسات کا بیج دل میں نہ بویا ہوتا تو شاید عمل کیساتھ ساتھ عقیدہ کی کتنی کوتاہیوں کا شکار ہوتا۔ وہ میرے دینی جذبات کی پہلی معلّمہ اور مربیہ

تھیں، حق تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے......

أتانی هواها قبل أن أعرف الهوىٰ

فضادف قلباً خالیاً فتمکنا

خداوندکریم نے اپنی اس عابدہ اور شاکرہ کو دنیا میں بھی آنکھوں کی ٹھنڈک سے نوازا یعنی حضرت شیخ الحدیث مرحوم جیسا فرزند دیکھا اور انکی علمی و دینی برکات سے خوش ہوہو کر اس دنیا سے گئیں۔

وہ مجھے فرماتی تھیں کہ وہ اور میرے دادا مرحوم آپس میں باتیں کرتے کہ ہم نے حضرتؒ کی شکل میں ایک پودا دین کے لیے لگایا ہے، کاش! یہ پودا ایک گلشن سرسبد بن جائے۔ اس پودے کو دادی صاحبہؒ نے خون پسینہ سے سینچا، اسکی آبیاری کی اور اسے اتنا سرسبز و شاداب بنا ہوا دیکھا کہ اس کے ثمرات ہزاروں فضلاء اور علماء جیسی روحانی ذریت کی شکل میں انہیں ملے جو انشاء اللہ اب عالم آخرت میں رہتی دنیا تک ان کیلئے صدقۂ جاریہ بنیں گے۔

وفات کے وقت حضرت شیخ الحدیث مرحوم قومی اسمبلی کے اجلاس میں مصروف تھے، اطلاع ملنے پر شام کو گھر پہنچے، احقر راقم الحروف کراچی میں تھا ہفتہ کے روز رات کو گھر پہنچا، نماز جنازہ ہفتہ کے دن گیارہ بجے پڑھی گئی۔ بدقسمتی سے میں اس سعادت اور آخری دیدار سے محروم رہا۔ وفات کی خبر راتوں رات اکثر علاقوں میں پہنچ گئی، ریڈیو نے اس خبر کو رات کو اور پھر صبح کو نشر کیا، اخبارات میں بھی اطلاع آگئی۔ اکثر حضرات کا کہنا ہے کہ ایسا پرشکوہ نورانی جنازہ اس علاقہ میں دیکھنے میں نہیں آیا۔ ایک عجیب نورانی مخلوق، علماء، صلحاء، مشائخ وطلباء علوم دینیہ اور دیگر دیندار مسلمان فوراً پہنچ گئے۔ ہر شخص تجہیز وتکفین کی سعادت میں شریک ہونا چاہتا تھا۔ مقامی ٹاؤن کمیٹی اور شہریوں نے ہر طرح سے تعاون کیا، اکثر دوکانیں بند رہیں۔

علماء و مشائخ کے علاوہ بے شمار عمائدین، شرفاء اور معززین ملک پہنچ گئے۔ بعد میں تعزیت کا سلسلہ بھی بے حد دراز رہا۔ تعزیت کے لیے آنے والوں میں گورنر سرحد، کئی وفاقی اور صوبائی وزراء، قومی و صوبائی اسمبلی کے ارکان، تعلیمی اداروں سے وابستہ حضرات بالخصوص پشاور یونیورسٹی کہ جس کے وائس چانسلر سے لے کر اکثر شعبوں کے سربراہوں، پروفیسروں، لیکچراروں اور طلبہ نے بہت بڑی تعداد میں قدم رنجہ فرمایا۔ ملک بھر سے مدارس عربیہ بالخصوص فضلاء دارالعلوم حقانیہ نے ختم کلام پاک اور روحانی والدہ کے لیے ایصال ثواب و دعائے مغفرت کی اطلاعیں دیں، ملک بھر کے سرکردہ اکابر ملت نے دعاؤں سے نوازا۔ اللهم نور قبرها و برد ضریحها و أمطر علیها شآبیب الرحمة والرضوان إلی یوم القیامة آمین یا إله العالمین